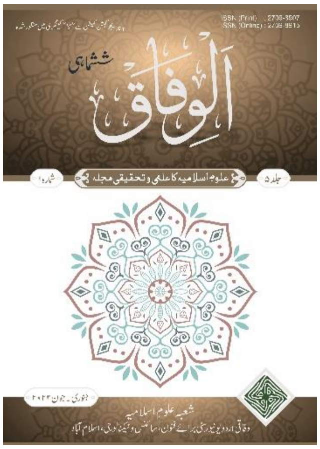

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code

Article

عہد خلافت عثمانیہ میں منتخب عربی کتبِ سیرت کا تجزیہ

An Analysis of Arabic Books on the Biography of Holy Prophet (PBUH) during the Ottoman Caliphate

Indexing

Authors
Dr. Shagufta Naveed[1]
Dr. Riasat Ali[2]

Affiliations
[1]Gift University, Gujranwala, Pakistan.
[2]University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.

Published
30 June 2022

Article DOI
https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u13

QR Code

Citation
Shagufta Naveed, Dr. and Riasat Ali, Dr. *"An Analysis of Arabic Books on the Biography of Holy Prophet (PBUH) during the Ottoman Caliphate"* Al-Wifaq, June 2022, Vol.5, No.1, 213–228

Copyright Information:
عہد خلافت عثمانیہ میں منتخب عربی کتبِ سیرت کا تجزیہ An Analysis of Arabic Books on the Biography of Holy Prophet (PBUH) during the Ottoman Caliphate © June 2022 by Dr. Shagufta Naveed & Dr. Riasat Ali is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information:
Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

عہد خلافت عثمانیہ میں منتخب عربی کتبِ سیرت کا تجزیہ

An Analysis of Arabic Books on the Biography of Holy Prophet (PBUH) during the Ottoman Caliphate

*ڈاکٹر شگفتہ نوید

**ڈاکٹر ریاست علی

Abstract

This research paper deals with the analysis of writing the Biography of the Holy Prophet (PBUH) in the Arabic language during the Ottoman Caliphate. In the history of Islam, the biography of the Holy Prophet (PBUH) has supreme importance in the context of the religious, cultural, political, economic and social system. This is the reason why Muslims have preserved all the life of the Prophet (PBUH) in writing according to their religious requirements.

In this regard, the Ottoman Caliphate has an outstanding significance in the evolution of the books on Sirah. In this glorious era, biographers have presented various aspects of the biography of the Holy Prophet of Islam in a very elegant and beautiful style. In addition to Turkish, they have written in Persian and Arabic. Among the Arabic language, biographers are Ayesha Ba'uniya, Shahabuddin Qastalani, Muhammad bin Yusuf Salehi, Ali bin Ibrahim Halabi Shafi'i, Shahabuddin Khafaji, Ibrahim bin Mustafa Halabi, Shahadab-ud-Din Zarqani and Allama Yusuf bin Ismail Nabhani. They had written very important books on the subject of the Sirah in Arabic. There is a need to analyze the books of Sira written in the Arabic language in this specific era so that the way to use them in modern times can be paved. This article has been presented to meet this intellectual and scholarly need.

Keywords:

Arabic, Biography, Holy Prophet, History, Islam, Muslims, Ottoman Caliphate, Sirah

تاریخ اسلام میں مسلمانوں کے مذہبی، تہذیبی، سیاسی، معاشی اور سماجی نظام کے پس منظر میں سیرت نگاری کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ مسلمانوں کا ضابطۂ حیات پیغمبرِ اسلام ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے شعبہ ہائے زندگی کے مختلف الجہات پہلوؤں کو ضبط تحریر میں محفوظ کر لیا ہے۔ سیرتِ طیبہ کا کوئی ایک

*شعبہ علومِ اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ، پاکستان

**شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات، پاکستان

بھی ایسا گوشہ نہیں ہے جس پر مسلم علماء و محققین نے کچھ لکھا نہ ہو۔ اس عظیم الشان کام کا آغاز عہدِ نبوی ﷺ سے ہوا۔ صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی زندگی کے حالات و واقعات اور معمولات کو بیان کیا۔ خلفائے راشدین، تابعین اور تبع تابعین کے درخشاں ادوار میں محدثین نے آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو ضبط تحریر میں لا کر محفوظ کیا، اس سے سیرت نگاری کے مختلف رجحانات پیدا ہوئے۔[1] ابتدائی کتب سیرت میں عروہ بن زبیر اور محمد بن اسحاق کی تالیفات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔[2] بعد ازاں مختلف ادوار حکومت میں دنیا کی متعدد زبانوں میں کثیر تعداد میں اس موضوع پر کتب تحریر کی گئیں۔[3] یاد رہے کہ سیرت نگاری مسلمانوں کا علمی مشغلہ ہی نہیں ہے بلکہ دین کی ضرورت بھی ہے۔[4]

تربیتی و تہذیبی مقاصد کی تکمیل اور حُبِ رسول ﷺ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے عہد خلافت عثمانیہ میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق غیر معمولی علمی و تحقیقی کام ہوا۔ خلافت عثمانیہ تاریخ اسلام کا ایک ایسا روشن باب ہے جس میں سیرت نگاروں نے پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو بڑے عمدہ اور حسین پیرائے سے بیان کیا ہے۔ بہت سے محققین نے اس دور کے سیرت نگاروں کی کاوشوں اور اُن کے مناہج و اسالیب کی تعریف کی ہے۔ اُن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ترکی زبان کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں بھی سیرت نگاری کی ہے۔ عربی زبان کے سیرت نگاروں میں عائشہ باعونیہ(1460-1517ء)، شہاب الدین قسطلانی(1447ء-1517ء)، محمد بن یوسف صالحی(1536ء-1566ء)، علی بن ابراہیم حلبی شافعی(1567ء-1635ء)، شہاب الدین خفاجی(1569ء-1659ء)، ابراہیم بن مصطفی حلبی(1776ء)، شہاب الدین زرقانی(1645ء-1710ء) اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی(1849ء-1932ء)شہرت کے حامل ہیں۔ انہوں نے عربی زبان میں سیرت کے موضوع پر نہایت ضخیم کتب تحریر کیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عہد میں عربی زبان میں لکھی گئیں کتب سیرت کا تعارف و جائزہ پیش کیا جائے تاکہ عصر حاضر کے سیرت نگاروں کو سیرت کے کثیر الجہات پہلوؤں کو واضح کرنے کے لیے ان سیرت نگاروں کے مناہج و اسالیب سے متعلق جانکاری حاصل ہو سکے اور علم و تحقیق کی مزید راہیں ہموار ہو سکیں۔ اسی علمی و تحقیقی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے موضوع کے طور پر "عہد خلافت عثمانیہ میں منتخب عربی کتبِ سیرت کا تجزیہ "کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کو تین اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے جزو میں موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے جزو میں عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق منتخب عربی کتب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جبکہ تیسرے جزو میں خلاصۂ بحث تحریر کیا گیا ہے۔

عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق منتخب عربی کتب کا جائزہ

عہد خلافت عثمانیہ میں سیرت نگاری کے مختلف اسالیب اور رجحانات پائے جاتے تھے۔ محدثین نے اس عہد میں بہت سی زبانوں میں نبی کریم ﷺ کی سیرت پر لکھا ہے۔ ذیل میں چند عربی کتب سیرت کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

i-الفتح المبین فی مدح الامین

سیرت کے وسیع تر مفہوم میں نعتیہ کلام اور قصائد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس ضمن میں عہد خلافت عثمانیہ کو شرف و امتیاز حاصل ہے کہ اس میں نثری اسلوب کے علاوہ منظوم صورت میں بھی پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سیرت پر کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ اُن میں عائشہ باعونیہ کی منظوم کتاب "الفتح المبین فی مدح الامین" بڑی شہرت کی حامل ہے، یہ کتاب علمی و ادبی حلقوں میں بڑی مقبولیت رکھتی ہے۔ عادل غزوی اور عباس ثابت دونوں نے مل کر اس پر تحقیق کی ہے، انہوں نے تحقیق شدہ ایڈیشن کا نام" البديعية و شرحها الفتح المبين فی مدح الامين "رکھا ہے، یہ دار کنان للنشر والتوزیع دمشق کی جانب سے پہلی مرتبہ 2009ء میں شائع ہوئی ہے، صفحات کی تعداد 213 ہے، منظوم کتاب عربی زبان میں ہے، اس کا پہلا شعر یہ ہے:

فی حُسنِ مَطلَعِ اقمار بذی سَلَمِ	اصبحتُ فی زُمرةِ العُشَّاقِ كالعَلَمِ[5]

"(میرے اس قصیدے کا آغاز) بنو سلم میں موجود چاند جیسے میرے محبوب کے حُسن سے شروع ہوتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ سے محبت کرنے کی وجہ سے میرا شمار عاشقوں میں ہونے لگا ہے۔"

اس کتاب کی مصنفہ کا نام عائشہ باعونیہ دسویں صدی ہجری کی نامور محققہ ہیں، اردن کے مشرق میں عجلون شہر کے ساتھ ایک بستی باعون میں پیدا ہوئیں، اسی نسبت سے باعونیہ کہلاتی ہیں، آپ کے والد کا نام یوسف بن احمد ناصر الدین ہے، آپ کا لقب ام عبد الوہاب ہے، اپنے زمانے میں شاعرہ کی حیثیت سے معروف تھی۔ اُس نے دینی و علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ پرہیز گار ماحول کے میسر آنے کے باعث اُس نے بچپن سے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ادبی اور لسانی علوم کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر دینی علوم حاصل کیے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دور دراز کے شہروں کے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ علم فقہ میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لیے قاہرہ کا سفر کیا، وہاں سے فتویٰ نویسی کی اجازت حاصل کی۔ اس کے اساتذہ میں جمال الدین الحوریانی، سید جلیل اسماعیل خوازمی اور محی الدین العرموی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ادباء اور صوفیاء سے متاثر ہو کر شاعری کے راستے پر چل پڑی۔ اس فن میں کمال مہارت حاصل کر کے ابن عربی، ابن فرید اور البصیری ایسے عظیم صوفیاء کی فہرست میں بلند مقام حاصل کیا۔ مؤرخین نے اسے قبل از اسلام کی معروف شاعرہ "الخنساء" کے معیار کی شاعرہ قرار دیا ہے۔ درس و تدریس کے مقدس شُعبہ سے وابستہ رہیں۔ اس دوران تصنیف و تالیف میں گہری دلچسپی سے کام کیا۔ کثیر التصانیف مصنفہ ہیں، اُن کی تالیفات میں صوفیانہ طرز و فکر کی حامل دو کتب "الملامح الشريفة والآثار المنيفة" اور "الفتح الخفی" بڑی اہمیت کی حامل ہیں، حضور ﷺ کی شان میں ایک بہت ہی عمدہ قصیدہ "درالغائص فی بحر المعجزات والخصائص "تحریر کیا ہے، اس کے علاوہ ایک کتاب "الاشارات الخفية فی المنازل العلية" تالیف کی ہے۔[6] مصنفہ عائشہ نے 922ھ کو حلب میں وفات پائی[7]، یہ اُن دنوں کی بات ہے جب خلافتِ عثمانیہ مصر،

شام، عراق اور حجاز کو اپنے دامن میں لپیٹ چکی تھی، سلطان سلیم اول کا دورِ سلطنت تھا۔

ii۔المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ

خلافت عثمانیہ کی جغرافیائی حدود جنگوں کی باعث مسلسل تبدیل ہوتی رہی ہیں، بائیس جنوری 1517ء کو مصر خلافت عثمانیہ کا حصہ بنا۔[8] شہاب الدین قسطلانی نے ایک ماہ آٹھ دن خلافت عثمانیہ کا دور پایا ہے۔ ان کی وفات 30 فروری 1517ء کو ہوئی۔ خلافت عثمانیہ کا اخیر زمانہ پانے کی وجہ سے ان کو اس عہد میں شامل کر لیا گیا ہے۔ آپ کی بیوی کا نام عائشہ باعونیہ ہے، فقہ مالکی کے پیروکار تھے۔[9] آپ نے اپنے وقت کے بے بدل شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی سے کسب فیض کے علاوہ دیگر جلیل القدر اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ کیا۔ اُن میں سے بعض شیوخ کے اسماء گرامی یہ ہیں: امام عمر بن قاسم انصاری نشار، علامہ عبد الغنی ھیثمی، علامہ شہاب بن اسد، علامہ خالد الازہری نحوی، علامہ فخر مقسمی، امام سخاوی، شیخ برہان عجلونی، شیخ الاسلام شیخ زکریا انصاری، شیخ علوی شاوی، شیخ النجم ابن فہد اور جلیل القدر محدثہ اور شیخۃ الحدیث زینب بنت امام شوبکی کے اسماء گرامی سر فہرست ہیں۔

اُن کی تصانیف میں"المواهب اللدنيه بالمنح المحمديه"، "ارشاد السارى شرح صحيح بخارى"، "الاسعاد فى تلخيص الارشاد"، " امتاع الاسماع والابصار"، " الأنوار المضية فى شرح البردة"، " تحفة السامع و القارى بختم صحيح البخارى"، " رسالة فى الربع المجيب"، " الروض الزبر فى مناقب الشيخ عبد القادر"، " زہر الرياض"، "العقو والسنية فى شرح المقدمة الجزريه"، "فتح الدانى فى شرح حرز الامانى"، "فتح المواہبى فى مناقب الشاطبى"، "الكنز فى حمزة وہشام على الهمزه"، "اللّلائى السنية"، "لطائف الاشارات لفنون القرأت"، " لوامع الانوار فى الأوعية والأذكار"، " مدارك المرام فى مسالك الصيام"، "مراصد الصلات فى مقاصد الصلوٰة"، " مسالک الخفاء الى مشارع الصلوٰة على النبى المصطفے ﷺ"، " منهاج الابتهاج فى شرح الجامع الصحيح لمسلم بن الحجاج "، " مشارق الأنوار المضيئة فى شرح الكواكب الدرية "، " منهاج الهداية"، " نزهته الأبرار فى مناقب الشيخ أبى العباس أحمد الحرار"، " نفائس الأنفاس فى الصحبة واللباس"اور"النور الساطع فى مختصر الضوء اللامع فى أعيان القرن التاسع للسخاوى"شامل ہیں۔

علامہ قسطلانی کی "المواهب اللدنيه بالمنح المحمديه" سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر مشہور کتاب ہے، یہ کتاب قاہرہ سے دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ علامہ قسطلانی نے جامعیت اور اعتدال کے پہلو کو مد نظر رکھا ہے، سیرت النبی ﷺ کے تمام پہلوؤں پر تبصرہ کیا ہے، سیرت کے مضامین کو منظم و مرتب انداز میں تحریر کیا ہے، مضامین کو مقاصد میں تقسیم کیا ہے، ہر مقصد کے تحت متعدد فصلیں ترتیب دی ہیں، ہر فصل کو ذیلی عنوانات کے تحت ترتیب دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پیدائش سے وفات تک زمانی ترتیب سے واقعات لکھے گئے ہیں۔ مغازی، سرایا، غزوات، وفود اور رسول اللہ ﷺ کی صفات سے متعلقہ احادیث نقل کی گئی ہیں۔ حضور ﷺ کے خصائص، جمال، اخلاق، غلام، ازواج، سواریاں،

اسلحہ، کپڑے اور معجزات کا ذکر کیا گیا ہے، ابن عماد حنبلی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"المواهب اللدنية بالمنح المحمدية كتاب جليل المقدار عظيم الوقع كثير النفع ليس له نظير في بابه"[10]

"مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ یہ ایک جلیل القدر کتاب ہے، ایسی عظیم کتاب ہے جس میں بہت زیادہ منفعت پائی جاتی ہے، اس کی مثال کہیں پر نہیں ملتی۔"

علامہ قسطلانی نے سیرت سے متعلق واقعات تحریر کرتے ہوئے اُس سے جو حکمتیں اور فوائد مستنبط ہو سکتے تھے اُن پر تفصیل سے بات کی ہے، اس طرزِ تحریر سے واقعات کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ کی ہجرت کا ذکر کرتے ہیں، بعد ازاں سوالات اٹھاتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ہجرتِ مدینہ اور وفات تک وہاں قیام میں کیا حکمت تھی؟، پھر اس کا جواب لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"حکمت النبی ﷺ کا اقتضاء یہ تھا کہ آپ ﷺ کے ذریعے اشیاء کو شرف حاصل ہو نہ کہ اشیاء کے ذریعے آپ ﷺ کو شرف حاصل ہو۔ اگر آپ ﷺ اپنی وفات تک مکہ میں رہتے تو خیال کیا جا سکتا تھا کہ آپ ﷺ کو مکہ کی وجہ سے شرف حاصل ہوا ہے جبکہ مکہ کو اس سے قبل حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے ذریعے شرف حاصل ہو چکا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے شرف کا اظہار کرے۔ اس بنا پر آپ کو مدینہ ہجرت کا حکم دیا۔ جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ گئے تو مدینہ کو آپ ﷺ کی وجہ سے شرف حاصل ہوا۔"[11]

اس طرح کی مثالوں سے مؤلف کے فہم و بصیرت اور سیرت النبی ﷺ کے واقعات و احادیث پر گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے سیرت نگاری کے دوران اس کا بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ اگر کسی مسئلے کے حوالے سے متعدد اقوال ہیں تو اُن تمام اقوال کو نقل کیا ہے، پھر اُن میں سے صحیح کو ترجیح دی ہے، جیسا کہ غزوہ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ واضح کرتے ہوئے انہوں نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں کہ اس جگہ پر موجود درخت کے سبب اس کو ذات الرقاع کہتے ہیں[12]، اُس جگہ کی زمین کچھ سفید اور کچھ سیاہ ہونے کی وجہ سے ذات الرقاع کہتے ہیں[13]، سفید اور سیاہ گھوڑوں کی وجہ سے ذات الرقاع کہتے ہیں[14]، اُس جگہ موجود پہاڑ کی وجہ سے ذات الرقاع کہتے ہیں[15]، یہ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد امام عبد الرحمٰن السہیلی کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان سب اقوال میں سے صحیح قول وہ ہے جو امام بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے۔ ہم چھ لوگ تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن گر پڑے پس ہم اپنے پاؤں پر خرق یعنی کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹنے لگے۔ اس وجہ سے اسے

ذات الرقاع کہا جاتا ہے۔"[16]

ایک سیرت نگار کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے تمام شعبہ ہائے زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالے۔ علامہ قسطلانی نے سیرت النبی ﷺ کے ہر پہلو کا احاطہ کیا ہے، ان کی سیرت نگاری کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ پڑھنے والا اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، وجہ یہ ہے کہ انہوں نے استفہامیہ انداز اپنایا ہے، سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے اختصار کو مد نظر رکھا ہے، فقہی مسائل کے استنباط میں اشکالات کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اُن کا حل بھی پیش کیا ہے۔ سیرت نگاری سے متعلق باطل نظریات کی تردید کی ہے، انہی خصوصیات نے علامہ قسطلانی کو عظیم سیرت نگاروں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔

iii۔ سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد

عہد خلافت عثمانیہ میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق تالیفات میں سے "سبل الهدى و الرشاد فى سيرة خير العباد" کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہ کتاب علمی حلقوں میں بڑی مقبولیت کی حامل ہے۔ عصر حاضر کے سیرت نگاروں نے اس کتاب سے بڑی حد تک استفادہ کیا ہے۔ ایک سیرت نگار کے لیے جن موضوعات کو احاطۂ تحریر میں لانا ضروری ہوتا ہے، موصوف نے اپنی فن سیرت نگاری کی مظاہرہ کرتے ہوئے اُن تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، حضور ﷺ کی پیدائش سے وفات تک سیرت کا احاطہ کیا ہے، اس ضمن میں مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں تصریح کی ہے، بیان ملاحظہ ہو:

> "یہ ایسی کتاب ہے جسے میں نے تین سو سے زائد کتابوں سے منتخب کر کے لکھا ہے۔ میں نے اس میں صحیح کے لیے جدوجہد کی ہے، میں نے آپ ﷺ کے فضائل کے بحر ناپید کنار سے چند قطرات کا تذکرہ کیا ہے۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل آپ ﷺ کی تخلیق، آپ کی نبوت کی نشانیاں، آپ کے شمائل، آپ کی سیرت طیبہ، احوال، افعال اور اسفار کا تذکرہ کیا ہے۔ حتیٰ کہ رب دوجہاں نے آپ کو حریم ناز میں بلالیا۔ وہاں آپ کو انعام و تعظیم سے نوازا۔"[17]

مقدمہ تحریر کرنے کے بعد ابواب بندی میں پہلی جلد کا پہلا باب تخلیق محمدی ﷺ کے بارے میں لکھا، اپنے مؤقف کی تائید میں مختلف احادیث مبارکہ، آثار صحابہ ذکر کرنے کے علاوہ دیگر سیرت نگاروں کی کتب کے حوالہ جات بھی تحریر کرتے ہیں، ایک موضوع پر تمام دلائل تحریر کر لینے کے بعد آخر میں تنبیہات لکھتے ہیں، ان کا ایک خلاصہ تحریر کرتے ہیں، جو مسائل اخذ ہوتے ہیں، اُن کو ترتیب کے ساتھ نقل کرتے ہیں، مدینہ منورہ کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے احادیث اور آثار صحابہ ذکر کرنے کے بعد قاضی عیاض کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "وہ مقامات مقدسہ تعظیم کے مستحق ہیں جو وحی اور نزولِ قرآن سے آباد ہوئے۔ جہاں حضرت

جبرائیل اور میکائیل اترتے تھے۔ جہاں سے ملائکہ اور روح اوپر چڑھتے تھے جس کے میدان تقدیس تسبیح کے نغمات سے گونج اُٹھے، جس کی خاکِ پاک پر سید البشر ﷺ کے قدم مبارک لگے۔ اسی مبارک مقام سے رب تعالیٰ کی کتاب زندہ، اس کا دین حق اور اس نبی پاک ﷺ کی سنت پاک پھیلی جن مدارس سے آیاتِ الٰہیہ پھیلیں وہ مساجد، نمازیں، فضائل و خیرات کے مقدس مقامات، نشانیوں اور معجزات کے ظہور کے مقامات ہیں، جہاں دین کے احکام اترے اور مسلمانوں کے مشاعر پھیلے، جہاں سید المرسلین ﷺ کے قدم مبارک لگے۔ جہاں خاتم النبیین ﷺ ٹھہرے۔ جہاں سے نبوت کا سر چشمہ پھوٹا اور اس کے دھارے نکلے۔ رسالت کے اترنے کے مقدس مقامات وہ ہی ہیں اسی مقام کو یہ شرف ملا کہ اس کی خاک پاک کو آپ کے جلد پاک کو مس کرنے کا شرف ملا۔ یہ سارے مقامات اس امر کے مستحق ہیں کہ اس کے میدانوں کی تعظیم کی جائے اور وہاں سے اُٹھنے والی خوشبوئیں سونگھی جائیں۔ اس کے ٹیلوں اور دیواروں کو چوم لیا جائے۔"[18]

مصنف غلط نظریات وعقائد کی تردید کرتے ہیں، بدعت کے حوالے سے علامہ تاج الدین کے مؤقف "ان الابتداع فی الدین لیس مباحا" کا بھرپور محاکمہ کرتے ہیں، اس حوالے سے انہوں نے بدعت کی اقسام تحریر کی ہیں:

"أن البدعة لم تنحصر في الحرام والمكروه، بل قد تكون أيضاً مباحة و مندوبة و واجبة. قال النووي رحمة الله عليه في تهذيب الأسماء واللُّغات: البدعة في الشرع: هي ما لم يكن في عهد رسول االله صلي الله عليه وآله وسلم وهي منقسمة إلي حسنة و قبيحة. وقال الشيخ عز الدين بن عبدالسلام رحمة االله تعالٰي في القواعد: البدعة منقسمة إلي واجبة و إلي محرمة و مندوبة و مكروهة و مباحة۔ "[19]

"بدعت کا انحصار صرف حرام اور مکروہ پر نہیں ہے بلکہ بدعت اسی طرح مباح، مندوب اور واجب بھی ہوتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "تہذیب الاسماء واللغات" میں فرماتے ہیں شریعت میں بدعت اس عمل کو کہتے ہیں جو عہد رسالت مآب ﷺ میں نہ ہوا ہو اور یہ بدعتِ حسنہ اور بدعت قبیحہ میں تقسیم کی جاتی ہے۔ شیخ عزالدین بن عبد السلام اپنی کتاب قواعد الاحکام میں فرماتے ہیں بدعت واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح میں تقسیم ہوتی ہے۔"

مذکورہ اقتباس سے پتہ چلتا ہے، امام یوسف شامی نے بڑی محنت اور دلجمعی کے ساتھ اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مترجم ذوالفقار علی ساقی نے امام شعرانی کے حوالے سے لکھا ہے:

"وہ ایک متقی اور پاکباز عالم دین تھے۔ وہ علوم کے بحر ذخار تھے۔ انہوں نے "السیرۃ النبویۃ" کتاب کو ایک ہزار کتب سے تالیف کیا۔ لوگوں نے اس کی کتابت کی طرف خصوصی توجہ کی۔ انہوں نے اس

کتاب میں ایسا طریقہ اختیار کیا جو پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ اگر کوئی مہمان آجاتا تو وہ خود ہی اس کی خدمت پر کمربستہ ہو جاتے تھے۔ انتہائی شیریں گفتار تھے۔ بہت زیادہ روزے رکھتے تھے۔ رات بھر قیام فرماتے۔ میں نے ان کے ہاں کئی راتیں گزاریں۔ میں نے دیکھا کہ وہ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی عالم دین وصال کر جاتا۔ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے تو یہ قاضی کے پاس جاتے۔ اپنے وظائف میں سے اس کے یتیم بچوں کے لیے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتے حتیٰ کہ وہ بچے جوان ہو جاتے۔ وہ حکومتی ملازمین سے کچھ بھی قبول نہ کرتے تھے اور نہ ہی ان کا کھانا کھاتے تھے۔"[20]

اس کتاب کے مصنف کا لقب شمس الدین، نام محمد بن یوسف، کنیت ابو عبد اللہ اور نسبت شامی ہے۔ شام کے دار الخلافہ دمشق کے نواحی گاؤں "صالحیہ"[21] میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے آبائی ملک شام کو چھوڑ کر مصر جیسے علمی شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ اسی شہر میں اپنی ساری زندگی گزار دی۔ انہوں نے پوری زندگی شادی نہیں کی تھی[22]، تنہا زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔ آپ ایک پُر وجاہت شخصیت کے مالک، خوش گفتار، باحیاء، عابد وزاہد، عالمِ باعلم، امراء وحکام سے بے نیاز اور یتیموں کے خیر خواہ تھے۔ اگر کوئی اُن کے پاس مہمان آجاتا تو خود کھانا بنا کر اس کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔[23] اپنے زمانے کے جید علماء و مشائخ سے علوم و فنون حاصل کیے۔ اُن میں علامہ جلال الدین سیوطی، شہاب الدین قسطلانی، شیخ شاہین بن عبد اللہ خلوتی مصری، شجاع الدین عمر بن عبد اللہ خلوتی، ابو زکریا شرف الدین یحی المناوی اور برہان الدین بن یوسف قابل ذکر ہیں۔[24] آپ مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کے علمی مقام و مرتبہ کی بہت سے علماء کرام نے تعریف کی ہے۔ چنانچہ ہیثمی نے یوں نقل کیا ہے:

"صاحبنا الشیخ العلامہ الفھامۃ الثقۃ المطلع والحافظ المتبع"[25]

"ہمارے ساتھی شیخ علامہ، نیک، بہت سمجھنے والے، معتبر، معلومات رکھنے والے اور ایسے حافظِ حدیث تھے جن پیروی کی جاتی ہے۔"

انہوں نے علم سے فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغولیت اختیار کی۔ اپنی زندگی کا بڑا حصہ تصنیف و تالیف میں بسر کر دیا۔ انہوں نے بڑی مستند کتب تالیف کیں، اُن میں "الأیات الاباھرۃ فی معراج سید اھل الدنیا و الآخرۃ"، "الاتحاف بتمیز ماتبع فیه البیضاوی صاحب الکشاف"، "اتحاف الراغب الولی فی ترجمة الاوزاعی"، "اتحاف الاریب بخلاصة الاعاریب"، "تفضیل الاستفادة من بیان حکمتی الشھادة"، "الجامع الوجیز الاخادم للغات القرآن العزیز"، "الجواھر النفائس فی تجیر کتاب العرائس"، "رفع القدر و مجمع الفتوة فی شرح الصدر و خاتم النبوة"، "شرح الاجر ومیة"، " عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفة النعمان"، "عین الاصابة فی معرفة الصحابة"، "الفتح الرحمانی فی شرح ابیات الجرجانی فی الکلام"، "کشف اللمس فی رد الشمس"، "مختصر المسمّٰی بالآیات البینات"، "مرشد السالک الی الفیة ابن مالک"، "النکت علی الالفیة"،

"النکت المهمات من الکلامم علی الانباء و البنین و البنات"، "وجوب فتح همزة " اور "وکسرها و جواز الامرین" بڑی شہرت کی حامل ہیں۔ آپ معاشرے کے ایک فعال رکن تھے۔ انہوں نے خدمت خلق کو اپنا مشن بنالیا ہوا تھا۔ آپ کے حالاتِ زندگی لکھنے والوں نے آپ کے سن وفات 942ھ نقل کیا ہے۔[26]

iv۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون

سیرت النبی ﷺ سے متعلق لکھی جانے والی یہ معتبر کتاب خلافت عثمانیہ کے علمی و فکری دور کی یادگار ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، عربی زبان میں لکھی گئی ہے، اس کا اردو زبان میں ترجمہ مولانا محمد اسلم قاسمی نے کیا ہے، اردو ترجمہ شدہ کتاب شکیل پریس کراچی کی طرف سے 1999ء میں شائع ہوئی۔ زیر بحث کتاب کی وجۂ تالیف مصنف نے خود کتاب کے مقدمہ میں ذکر کی ہے، اس ضمن میں انہوں نے سیرت کے موضوع پر دو کتابوں کے اسلوبِ تحریر کو بیان کیا ہے، اُن میں ایک بہترین کتاب "عیون الاثر" ہے، اس کے مؤلف ابن سید الناس نے اسناد احادیث کے ذکر کو بہت طول دیا ہے، اس وجہ سے محدثین کے نزدیک قابلِ اعتماد ہے، لیکن پست ہمتی کے باعث اس کتاب کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے۔ دوسری کتاب سیرت الشمس الشامی ہے، اس کتاب میں مصنف نے کچھ ایسی چیزیں شامل کر دی ہیں، جن کو اہل علم سب ہی جانتے ہیں، مثلاً معاد وغیرہ۔ حالانکہ سیرت کی کتابوں میں عموماً سوائے من گھڑت روایتوں کے تمام انواع کی روایات نقل کر دی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مضامین دقیق ہونے کے باعث لوگوں نے نظر انداز کیا ہے، علامہ حلبی کہتے ہیں کہ میں نے یہ جان کر ارادہ کیا کہ ان دونوں کتابوں کا خلاصہ لکھا جائے، وہ عُمدہ اور خوش اُسلوب ہو، مشائخ کے ہاں بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھا جاسکے۔ اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ارادہ کیا تو ایسے میں مجھے ابو عبد اللہ محمد بکری نے اس کام کو مکمل کرنے کا حکم دیا، میں نے اس امر کو اُن کی جانب سے تکمیل کام کی بشارت تصور کیا، سبب تالیف ذکر کرنے کے بعد توضیح اصطلاحات وعلامات بیان فرمائی ہیں۔

اس کتاب کا شمار سیرت کی معتبرت کتب میں ہوتا ہے، اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کے سیرت نگاروں نے اس سے بھرپور استفادہ کیا ہے، سید امیر علی نے اپنی سیرت کی کتاب کے مقدمہ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس کے زیادہ تر استعمال ہونے والے ماخذ میں سیرت حلبیہ بھی شامل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "پیغمبرِ اسلام کے سوانح حیات اور رسالت کا جو خاکہ میں نے کھینچا ہے وہ کسی حد تک ابن ہشام کی سیرت رسول ﷺ پر مبنی ہے اور کسی حد تک ابن الاثیر کی ضخیم تاریخ الکامل، طبری کی تاریخ الامم والملوک اور حلبی کی انسان العیون اور دیگر کتابوں پر مبنی ہے"[27]

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ضیاء النبی ﷺ[28] اور محمد قوام وشنوی نے حیات النبی ﷺ و سیرتہ[29] میں بکثرت سیرت حلبیہ سے بہت استفادہ کیا ہے، پیر کرم شاہ نے نہ صرف اس کتاب سے استفادہ کیا ہے بلکہ مصنف کے لیے تعریفی

کلمات کا استعمال بھی کیا ہے، اسی طرح کے بہت سے شواہد سے سیرت حلبیہ کے بارے یہ رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ کتبِ سیرت میں اُسے اہم مقام حاصل ہے، اس سے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے فائدہ اُٹھانے کے لیے فکری اختلاف کو رکاوٹ نہیں بنایا۔ سیرت حلبیہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا بہت سے لوگوں نے خلاصہ لکھا ہے، اُن میں احمد بن محمد المعروف عبد الغنی کا: "مختصر السیرة الحلبیہ"[30]، احمد بن عبد الکریم الغزی کا "اختصار السیرة النبویة للشیخ علی حلبی"[31]، احمد بن ابی بکر کا" خلاصة الاثر فی سیرة سید البشر" اور تاج الدین قابسی کا" اتحاف البریة بمنتقی السیرة الحلبیه"[32] شامل ہیں۔

آپ کا اصل نام علی بن ابراہیم حلبی شافعی ہے، آپ کا آبائی گاؤں حلب ہے، اُسی نسبت سے حلبی کہلاتے تھے، 975ھ کو مصر میں پیدا ہوئے، آپ کا شمار دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے مایۂ ناز سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔ فقہی مسلک کے اعتبار سے شافعی تھے، اپنی ساری زندگی تحصیلِ علم اور فروغِ علم میں بسر کر دی، وُسعت مطالعہ کی وجہ سے اپنے ہم عصر علماء پر فضیلت و برتری رکھتے تھے، تذکرہ نگاروں نے آپ کے علم و مرتبہ کی بہت تعریف کی ہے، اپنے دور میں علم کا پہاڑ سمجھے جاتے تھے، تقویٰ و پرہیز گاری جیسی اعلیٰ صفات کے مالک تھے، طبعاً خوش مزاج انسان تھے، بہت سی کتب تصنیف کیں، اُن میں اکثر شروحات سے متعلق ہیں، اُن میں لیلة النصف من الشعبان، قصیده برده، مختصر الزهر لسیوطی، مطالع البدور فی الجمع بین القطر و الشذور، التحفة السنية شرح الاجرديه، غاية الاحسان بوصف من لقبه من ابناء الزمان، حسن اصول الی لطائف حکم الفصول، مهاسن السنيه عن الرسالة القشيريه، جامع الازهر لماتفرق من ملح الشيخ الاكبر، النفخة العويه من الاجوبة الحلبية، النصيحة العلويه فی بیان حسن الطريه الاحمديه، المختار من حسن الثناء فی العفو عن جناء اللطائف من عوارف المعارف، تحرير المقال فی بيان وحدة من نحو لا اله الا الله وحده من ای انواع الحال، الطرز المنقوش فی اوصاف الحيوش، صبابة الصبابة مختصر ديوان الصبابه، انقاد المنهج لمخصر الفرج، متن فی التصرف، حسنات الوجنات، النواضر من الوجوه والنظائر اور اعلام الناسک باحکام المناسک کی شرح شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی کتب کے مصنف ہیں، اُن میں سب سے زیادہ مشہور کتاب "سیرت حلبیہ" ہے۔ یہی کتاب آپ کی وجہ شہرت ہے۔[33]

v۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض

نسیم الریاض قاضی عیاض کی معروف کتاب "کتاب الشفاء" کی شرح ہے، سیرت النبی ﷺ کی کتب میں کتاب الشفاء کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ کتاب فصیح اور مدلل انداز میں لکھی گئی ہے۔ علماء نے اس بات کی خوب وضاحت کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر اس کتاب کی نظیر موجود نہیں ہے۔ اس معتبر کتاب کی شرح لکھنے میں شہاب الدین خفاجی نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا ہے، یہ کتاب چار جلدوں میں دار الکتب العلمیہ بیروت کے زیر اہتمام شائع ہو چکی

ہے۔ شارح کا نام شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی ہے، خفاج قبیلہ سے تعلق کی بنیاد پر آپ کو خفاجی کہا جاتا ہے۔ آپ کی مصر میں نشو و نما ہوئی، تعلیم حاصل کرنے کے بعد بلادِ روم چلے گئے، وہاں سلطان مراد ثانی سے ملاقات ہوئی، انہوں نے آپ کو سلانیکا کا قاضی مقرر کیا، بعد ازاں مصر میں قاضی کے رتبے پر فائز ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد شام چلے گئے، لیکن ان تمام مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف میں مشغول رہے، مجموعی حوالے سے جو کتب تالیف کیں، اُن میں "امالی الشهاب الخفاجی"، "شراح الفرائض"، "حديقة السمر"، "خبايا الزوايا فيما فی الرجال من البقايا"، "ديوان الادب"، "ريحانة الالبا"، "شرح درة الغواص"، "شفا الغليل" اور "نسيم الرياض فی شرح شفاء القاضی عياض" شامل ہیں۔[34]

vi۔ نظم السیرۃ

عہد خلافت عثمانیہ میں منظوم صورت میں سیرت النبی ﷺ سے متعلق کتاب "نظم السیرۃ" بڑی اہمیت کی حامل ہے، یہ 63 اشعار پر مشتمل ہے۔[35] بعد ازاں ترکی زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا، یہ کتاب تُرکوں میں "سیر حلبی" کے نام سے معروف ہے۔ اس کے مصنف کا نام ابراہیم بن مصطفی حلبی ہے، وہ اپنے زمانے میں محدث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، 1190ھ کو حلب میں پیدا ہوئے، حنفی المسلک تھے، حلب اور قاہرہ میں تعلیم حاصل کی، بعد ازاں قسطنطنیہ چلے گئے، یہاں ہی وفات پائی، تالیفات میں تحفة الاخيار، شرح جواهر الكلام، حاشية على الدر المختار فی فقه الحنفيه، الحلة الضافية فی علمی العروض و القافية اور اللمعة شامل ہیں۔

vii۔ اشراق مصابیح السیر المحمدیۃ بمزج سرار المواھب اللدنیۃ

یہ کتاب "المواهب اللدنية" کی ایک جامع اور محققانہ شرح ہے، اپنی اہمیت کے پیش نظر ایک شرح ہونے کے ساتھ مستقل سیرت کی کتاب کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ یہ کتاب دار الکتب العلمیہ کی جانب سے 1996ء میں بارہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس شرح کا اصل نام "اشراق مصابيح السير المحمدية بمزج سرار المواهب اللدنية" ہے۔[36] یہ کتاب مصنف کے علم و فضل کا نچوڑ ہے، انہوں نے اس میں موجود خفیہ رموز کی توضیح کی ہے۔ متن کو سامنے رکھتے ہوئے کلامی، فقہی، لغوی، نحوی اور اصولی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے مصادر و مراجع اور بعض مقامات پر اغلاط کی نشاندہی کی ہے، موضوع و من گھڑت روایات کی تشریح کی ہے، متن میں پیدا ہونے والے اشتباہ کو دور کیا ہے، اگرچہ یہ شرح سیرت سے متعلق ہے لیکن اس کے باوجود بہت سے مقامات پر فقہی مباحث نظر آتے ہیں۔ بطور نمونہ اقتباس ملاحظہ ہو:

> "(و) لذا قال المصنف: (هذا موافق لمذهبنا) ای: السافعية، ان سب الرسول ردة (لكن قال العلام) شيخ السلام (البساطی) قاضی القضاة الملكية شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان، ولد سنة ستين وسبع مائة. برز فی الفنون ودرس بالشيوخونية وغيرها وصنف تصانيف ومات فی رمضان سنة اثنتين واربعين (منالملكيه) فی شرح المختصر"[37]

درج بالا اقتباس سے شارح کے اسلوب سے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ بریکٹ میں امام قسطلانی کا متن ہے جبکہ بریکٹ کے باہر علامہ زرقانی کی شرح ہے۔ زیر تبصرہ نسخہ میں اوپر المواھب اللدنیہ کا متن ہے، جبکہ نیچے حاشیہ میں شرح الزرقانی ہے، شرح میں بھی شرح سے پہلے متن کے ہر ٹکڑے کو قوسین میں درج کیا گیا ہے۔

اس کے مصنف کا نام ابو عبد اللہ شہاب الدین عبد الباقی زرقانی ہے۔ وہ مصر کے ایک علاقہ منوف میں زرقان نامی گاؤں میں پیدا ہوئے، اس گاؤں کی نسبت سے زرقانی کہلائے جاتے ہیں، ابتدائی تعلیم اپنے باپ سے حاصل کی، مالکی فقہ کے پیروکار تھے، بہت سی کتب تالیف کی ہیں، زیادہ تر شرحیں لکھیں ہیں، اُن شروحات میں "شرح مؤطا امام مالک"، "شرح علی مختصر الخلیل"، اور "شرح المنظومة اليقونية" قابل ذکر ہیں۔

viii۔الانوار المحمدیہ

یہ سیرت پر مشتمل ایک عظیم کتاب ہے۔ یہ شہرۂ آفاق تصنیف در حقیقت "المواھب اللدنیہ" کی تلخیص ہے۔ علامہ قسطلانی المواھب اللدنیہ میں بہت سے ایسے مسائل زیر بحث لائے ہیں، جن سے ایک عامی آدمی کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا، اس لیے علامہ نبہانی نے اس کتاب کو مختصر کر کے عام لوگوں کے فہم کے مطابق آسان بنادیا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ پہلو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا کوئی پہلو لوگوں کی نظروں سے اوجھل نہ رہے، اس اعتبار سے یہ ایک جامع تلخیص ہے۔ یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ مکتبہ نبویہ لاہور کی جانب سے شائع ہو چکی ہے، اس کا ترجمہ پروفیسر غلام ربانی عزیز نے کیا ہے۔ مضامین سیرت کو دس مقاصد میں تقسیم کیا ہے، پہلا مقصد احترامِ رسول، آپ ﷺ کا نسب، دوران حمل علامات، ولادت، تربیت، رضاعت، ہجرت، سرایا، غزوات، لشکر کشی اور سیرت بیان کی ہے، یہ بالترتیب پیدائش سے وفات تک ہے۔ دسویں مقصد میں حضور ﷺ پر اللہ تعالی کی نعمتوں، آپ کے روضہ و مسجد کی زیارت، یوم آخرت میں آپ کے فضائل، شفاعت، مقام محمود اور جنت میں اعلیٰ درجات ایسے موضوعات کا ذکر کیا ہے۔

اس کتاب کے مصنف کا نام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی ہے۔ وہ اپنے دور کے نامور سیرت نگار ہیں، 1266ھ میں شام کے ایک گاؤں اِجزم میں پیدا ہوئے، نبہان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے [38]، اسی نسبت سے نبہانی کہلائے۔ [39] اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، جامعہ ازھر سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، تحصیلِ علم کے بعد نابلس میں قاضی مقرر ہوئے، بعد ازاں استنبول چلے گئے۔ [40] وہاں جا کر ادارہ "الجوائب" میں شامل ہو گئے، 1294ء میں شام واپس آگئے اور کوی منجق میں قاضی کا عہدہ سنبھال لیا۔ موصل، دیار بکر، بغداد، استنبول، حلب، سامرا، شہروز اور بیت المقدس کے سفر کیے۔ ایک طویل عرصہ مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ سنت کی تعریف اور بدعت کے رد میں پانچ سو اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا، اُس میں چند بااثر شخصیات کا تذکرہ کیا، اس کے نتیجہ میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کے خلاف انتقامی کاروائی ایک سازش کا نتیجہ تھی۔ آپ پر الزام لگایا گیا کہ آپ نے عوام کو سیاسی و مذہبی طور پر غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے برعکس آپ نے کتب

اور قصائد کے ذریعے اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کا دفاع کیا تھا۔ اور بعض مسیحی حضرات کی طرف سے اسلام کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا علمی و عقلی دلائل سے رد کیا تھا۔ آپ نے سنت کا دفاع کیا اور بدعت کی تردید کی۔ آپ نے اجتہاد کے نام پر بدعات کے جواز کو تلاش کرنے کی کوششوں کو بھی ناکام کیا۔[41]

آپ کی تصنیفات کی فہرست کافی طویل ہے،، اُن میں "الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ"، "وسائل الوصولی الی شمائل الرسول"، "افضل الصلوات علی سید السادات"، "الانوار المحمدیه مختصر المواهب اللدنية"، "النظم البديع فی مولد الشفيع"، "طيبة الغراء فی مدح سيّد الانبياء مع حاشيتها"، " الاحاديث الاربعين فی فضائل سيد المرسلين"، " الاحاديث الاربعين من امثال افصح العالمين"، "سعادة المعاد فی موازنة بانت سعاد"، "حجة الله على العالمين فی معجزات سيد المرسلين"، "خلاصة الكلام فی ترجيح دين الاسلام"، "سعادة الدارين فی الصلاة علی سيد الكونين"، "رسالة فی مثال النعل الشريف"، "صلوات الثناء علیٰ سيد الانبياء"، "قصيده القول الحق فی مدح سيد الخلق"، "هادی المريد الی طرق الاسانيد"، "قصائد، السابقات الجياد فی مدح سيد العباد"، "جامع الصلوات و مجمع السعادات"، "الفضائل المحمدية"، "الورد الشافی مختصر الحصن الحصين"، "المذدوجة الغراء فی الاستغاثةباسماءِ الله الحسنیٰ"، "الصلوات الالفيه فی الكمالات المحمديه"، "رياض الجنة فی اذكار الكتاب و السنة"، "الاستغاثة الكبرى باسماء الله الحسنیٰ"، "المجوعة النبهانية فی المدائح النوية مع حاشيتها"، "الخلاصة الوفية فی رجال المجوعة النبهانية "، "الفتح الكبير فی ضم الزيادة الی الجامع "، "صلوات الاخيار علی النبی المختار"، "ارشاد الحيارى فی تحزير المسلمين من مدارس النصارى"، "الاساليب البديعة فی فضل الصحابة و اقناع الشيعة"، "السهام الصائبة لاصحاب الدعادى الكاذية"، "جامع كرامات الاولياء"، "هداية الرحمٰن فی الرد على هداية الشيطان "، "قصيده الرائية الكبریٰ"، "قصيده الرائية الصغریٰ "، "جواهر البحار فی فضائل النبی المختار"، "شواهدالحق فی الاستغاثة بسيدا لخلق"، "الاحاديث الاربعين فی وجوب طاعة امير المومنين"، "نجوم المهتدين فی معجزاته و الرد على اعداءه اخوان الشياطين"، "احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی الكامل "، "البرهان المسدد فی اثبات نبوة سيدنا محمد ﷺ"، " كتاب الاسماء فی ما لسيدنا محمد ﷺ من الاسماء"، " اتحاف المسلم"، "مختصر رياض الصالحين للنووی"، "منتخب الصحيحين"، "تهذيب النفوس فی ترتيب الدروس"، "اربعين فی فضل عثمانؓ"، "اربعين فی فضل ابی بكرؓ و عمرؓ و غيرهما"، "اربعين فی فضل ابی بكرؓ"، "اربعين فی فضائل عمرؓ"، "اربعين فی فضائل علیؓ"، "قرّة العينين على منتخب الصحيحين "، "قرة العينين من البيضاوی والجلالين"، "جامع الثناء على الله وهو يشتمل على جملة من احزاب اكابر الاولياء"، " مفرح الكُروب"، "جزب الاستغاثات"، "حُسن الشرعة فی مشروعة صلواة الظهر بعد جمعة"، "الرحمة المهداة فی فضل الصلاة"، "دليل التجار الی اخلاق الاخيار"، "سبيل النجاة"، "التحذير من اتخاد الصور و التصوير"، "تنبيه الافكار محكمة اقبال الدنيا على الكفار"، "سعادة الانام فی اتباع دين الاسلام"، "الاربعين من احاديث سيّد المرسلين"، "العقود اللولوية فی المدائح النبوية، ديوان المدائح"، "البشائر الايمانية فی المبشرات المنامية، الدلالات الواضحات "، "المبشرات"، "كتاب الاذكار" اور"كتاب البرزخ"شامل ہیں۔

خلاصۂ بحث

پیش کردہ معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت پر لکھا گیا ہے۔ عہد نبوی ﷺ سے لیے کر آج تک مختلف ادوار حکومت میں اس موضوع پر لکھا جاتا رہا ہے۔ خلافت عثمانیہ کے وسیع تر دور میں سیرت النبی ﷺ پر بڑے دلگداز اور عمدہ انداز میں کتب تالیف کی گئی ہیں۔ اس سے اس دور کے محدثین کی اس موضوع سے وابستگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے سیرت النبی ﷺ کے تمام پہلوؤں پر مستقل تحریرات مرتب کیں ہیں، انہوں نے سیرت نگاری کے ارتقا میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس دور کے سیرت نگاروں کی خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے فارسی، ترکی اور عربی تینوں زبانوں میں رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی کو تحریر کیا ہے۔ بعض سیرت نگاروں نے قدیم کتب سیرت کی تشریحات لکھی ہیں۔ سیرت النبی ﷺ سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے رسالہ جات تحریر کیے گئے، نثری سیرت نگاری کے ساتھ ساتھ عثمانی شعراء نے بھی نبی کریم ﷺ کی سیرت کو منظوم شکل میں بیان کیا ہے۔ سطور بالا میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے منتخب عربی کتب سیرت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ علمی دنیا میں ان سے استفادہ کیا جاسکے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ مبارک پوری، قاضی اطہر، تدوین سیر ومغازی، شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند، 1410ھ، ص 171

2۔ ملاحظہ ہوں: عروہ بن زبیر، مغازی رسول اللہ ﷺ محقق: ڈاکٹر مصطفی اعظمی، مترجم: محمد سعید علوی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1987ء، ص 24؛ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، مطبع استنبول، ترکی، 1943ء، 2/1012

3۔ فقیر سید عبدالاحد شاہ ترمذی، السیرۃ المحقق ماخذ الموفق، الوثائق، لاہور، 2014ء، ص 9

4۔ سورہ احزاب: 6/60

5۔ عائشہ باعونیہ، البدیعیۃ وشرحھا الفتح المبین فی مدح الامین، تحقیق: عادل عزوی وعباس ثابت، دار کنان للنشر والتوزیع، دمشق، 2009ء، ص 27

6۔ شیخ نجم الدین محمد غزی، الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1997ء ج: 1، ص: 288

7۔ خیر الدین زرکلی، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، لبنان، ج: 3، ص: 241

8۔ ثروت صولت، ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، مکتبہ جدید پریس، لاہور، 2014ء، ج: 2، ص: 95

9۔ غزی، نجم الدین بن محمد (1650ء)، الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج: 1، ص: 127

10۔ عبدالحي بن أحمد بن محمد ابن العماد الحنبلي، شذرات الذهب في أخبار من ذهب، دار الشؤون الثقافة العامة، بغداد، 1988ء، 8/122

11۔ قسطلانی، احمد بن محمد شہاب الدین، المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1996ء، 1/231

12۔ ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ السقا، ابراہیم الابیاری، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1995ء، 3/226

13۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1/280

14۔ ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد التمیمی، کتاب الثقات، تحقیق: ابراہیم شمس الدین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1998ء، 1/96

15۔ واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، تحقیق: مارسدن، جونس، مطبع جامع آکسفورڈ، 1966ء، 1/395
16۔ قسطلانی، المواهب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، 1/231
17۔ محمد بن یوسف صالحی شامی، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، مترجم: ذوالفقار علی ساقی، زاویہ پبلشرز، لاہور، 2015ء، 1/34
18۔ ایضاً، 12/498
19۔ ایضاً، 1/370
20۔ ایضاً، 1/33
21۔ یہ گاؤں دمشق کے قریب قاسیون نامی بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ قدیم زمانے میں اسے "ربۃ النخل" اور "قریۃ الجبل" کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے دامن میں انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر اولیاء کی قبریں موجود تھیں۔ اصحاب کہف کی قبریں بھی اسی جگہ موجود ہیں۔ (احمد بن علی المنینی (م: 1172ھ)، الاعلام بفضائل الشام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1987ء، ص 73)
22۔ الشعرانی، عبد الوہاب بن احمد، الطبقات الصغریٰ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1996ء، ص 65
23۔ ایضاً، ص 65
24۔ الکتانی، عبد الحی بن عبد الکبیر، فہرس الفہارس، دار ابن حزم، بیروت، 1408ھ، 2/1062
25۔ الھیثمی، احمد بن حجر، الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان، النشر والتوزیع، بیروت، 1993ء، ص 10
26۔ عبد الحی ابن العماد، شذرات الذھب فی اختیار من ذھب، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1987ء، 7/250
27۔ سید امیر علی، روح اسلام، مترجم: محمد ہادی حسین، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1986ء، ص 3
28۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1/47،79،80،348،480
29۔ وشنوی، محمد قوام، حیاۃ النبی وسیرتہ، دار الاسوۃ، المنتظمۃ اوقاف، ایران، 1416ھ، ص: 200،33،40،56،66،303،29
30۔ بغدادی، اسماعیل پاشا، ھدایۃ العارفین، مکتبہ الاسلامیہ والجعفری تبریزی، تہران، 1974ء، 1/90
31۔ مرادی، محمد خلیل آفندی، سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر، دار ابن حزم، بیروت، 1408ھ، 1/76
32۔ بغدادی، اسماعیل پاشا، ایضاح المکنون، مکتبہ الاسلامیہ والجعفری تبریزی، طہران، 1974ء، 1/16
33۔ محمد بن فضل اللہ محبی، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، دار صادر، بیروت، 3/124
34۔ شہاب الدین احمد خفاجی، نسیم الریاض فی شفاء القاضی عیاض، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2001ء، 1/10
35۔ زرکلی، الاعلام، 1/74
36۔ عمر رضا کحالۃ، معجم المؤلفین، النشر والتوزیع، بیروت، 1993ء، 10/102
37۔ زرقانی، محمد بن عبد الباقی بن یوسف، شرح العلامۃ الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1996ء، 2/461
38۔ محمد عبد الحی کتانی، فہرس الفہارس، 2/1108
39۔ زرکلی، اعلام، 8/218
40۔ کحالۃ، معجم المؤلفین، 3/276
41۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل، الدلالات الوضحات، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1996ء، ص 139